رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

# الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے



میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

## فہرست مضامین



جلد ۵ | ۲۷ - اپریل ۱۹۱۸ء | شنبہ | مطابق ۱۵ - رجب ۱۳۳۶ھ | نمبر ۸۳

## مدینۃ المسیح

### حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت

۲۲ - اپریل سے آج (۲۶ - اپریل) تک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت کے متعلق جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی روزانہ طبی رپورٹ حسب ذیل ہے:۔

۲۲ - کو الحمد للہ بخار نہیں رہا۔ دوپہر کے بعد پیچش کا زور کم ہو گیا۔ اور اجابت میں خون نہیں آیا۔ رات کو کچھ درد کی تکلیف رہی۔ اور نیند کم آئی۔

۲۳ - اپریل کی صبح کو بخار نہیں تھا۔ درد بھی کم رہا۔ خون بھی اجابت میں نہیں آیا۔ مگر شام کو خفیف حرارت ہو گئی پیچش خفیف باقی ہے۔ رات کو نیند آگئی۔ اور تکلیف نسبتاً کم رہی۔

۲۴ - اپریل کی صبح کو بخار بالکل نہیں تھا۔ مگر پیچش کا خفیف سا دورہ ہوا۔ جس سے بہت ضعف ہو گیا۔ اور غشی کی سی کیفیت ہو گئی۔ ضعف دن بھر رہا۔ شام کو طبیعت کچھ اچھی ہو گئی۔ اور رات کو نیند بھی آگئی۔

۲۵ - اپریل کو طبیعت اچھی رہی۔ بخار نہیں ہوا مگر ضعف بدستور رہا۔ رات نیند آگئی۔ ۲۶ - کی صبح کو طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب حضور کی صحت کیلئے خاص طور پر دعاؤں میں مشغول رہیں۔ ۲۲ - اپریل کو احباب قادیان نے ظہر کے وقت مسجد اقصےٰ میں جمع ہو کر جناب مولوی سرور شاہ صاحب کی اقتدا میں دو نفل پڑھے۔ اور بہت دیر تک حضور کی صحت کیلئے دعا کرتے رہے۔ ۲۵ - تاریخ اصحاب قادیان کی طرف سے صدقہ دینے کا انتظام کیا گیا اور ایک ہی دن میں پونے دو سو کے قریب روپیہ جمع ہو گیا۔ ۲۶ - تاریخ دس بکرے ذبح کر کے مع نقدی غربا و مساکین میں تقسیم کئے گئے۔

### درس

حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بعد نماز ظہر جناب قاضی امیر حسن صاحب درس حدیث اور بعد نماز عصر جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب درس قرآن کریم اور بعد نماز صبح جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب درس کتب حضرت مسیح موعود دیتے ہیں۔

### متفرق

جناب مولوی مفضل الدین صاحب و جناب میر عالم علی صاحب ماچھیواڑہ سے واپس آگئے ہیں۔ اور آج شیخ عبد الرحمن صاحب و مولوی فضل الدین صاحب آریوں سے مباحثہ کرنیکے لئے گوجرانوالہ روانہ ہو گئے ہیں۔

میاں عبد الرحمن جو صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے مبلغ ماریشس کے اہل و عیال کو ماریشس پہنچانے کیلئے گیا تھا۔ واپس آگیا ہے۔ وہاں سے ایک اور طالب علم تحصیل علم دین کے لئے یہاں آیا ہے۔

### تعلیم الاسلام ہائی سکول کی انٹرنس کلاس کا نتیجہ

اس سال تعلیم الاسلام ہائی سکول کی انٹرنس کلاس کے ۴۳ طلبا امتحان میں شامل ہوئے تھے۔ جن میں سے اکیس پاس ہوئے ہیں۔ ناکام رہنے والوں کے

متعلق بتایا گیا ہے۔ کہ وہ بیماری وغیرہ کی وجہ سے باقاعدہ پڑھائی جاری نہیں رکھ سکے۔ باقی ہر سہ طلبا حسب ذیل ہیں:

| حاصل کردہ نمبر | نام طالب علم |
|---|---|
| 356 | عصمت اللہ صاحب |
| 237 | محمد حسن |
| 232 | چراغ الدین |
| 291 | گنگا سنگھ |
| 270 | نور احمد |
| 337 | عبد القدیر |
| 298 | لچھمن داس |
| 226 | ٹانک چند |
| 232 | فضل الدین |
| 248 | عبد الکریم |
| 210 | صالح محمد |
| 211 | نادر خاں |
| 234 | عبد الرحمن |
| 353 | محمد اسلم |
| 318 | ہنس راج |
| 373 | مرتضیٰ علی |
| 257 | عبد الباقی |
| 262 | ظفر حق خاں |
| 289 | غلام محمد |
| 301 | ثناء الحق |
| 302 | نذیر احمد |

## ڈاکخانہ قادیان میں اندھیر

اسی عنوان سے فاروق میں مسلسل مضامین نکل رہے ہیں۔ جن میں پبلک کی شکایات دربارہ بابو بھی بخش صاحب سب پوسٹماسٹر قادیان و دیگر عملہ ڈاک چھپ رہی ہیں ان کے اہم اور مدلل اور اس لحاظ سے افسران بالا کی توجہ کے قابل ہونے میں کچھ شک نہیں رہتا۔

حال ہی میں ہمیں **لنڈن** سے ایک کور اخبار الفضل کا جناب قاضی عبد اللہ صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی نے یہ دکھانے کیلئے بھیجا ہے کہ موجودہ سب پوسٹماسٹر صاحب نے اسے بیرنگ کر دیا تھا۔ لیکن ڈاکخانہ لنڈن کی انتظامیہ نے اسے سب پوسٹماسٹر صاحب کی غلطی پر محمول کیا۔ اور محصول چارج نہیں کیا۔

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ موجودہ سب پوسٹماسٹر صاحب کا سلوک احمدیہ پبلک سے کیا ہے۔ اور وہ کس سپرٹ میں کام کر رہے ہیں۔ کہ بعض اوقات خواہ مخواہ اخبار بیرنگ کر دیتے ہیں اور انگلستان تک اپنے متعلق شکایات کے دائرہ کو وسیع کرنا چاہتے ہیں۔

# اخبار احمدیہ

## جناب مفتی محمد صادق صاحب کا اعزاز

جناب مولوی عبد الحی صاحب (مولوی فاضل) کیطرف سے یہ اطلاع موصول ہو کر ہمارے لئے بہت ہی خوشی اور فرحت کا سبب ہوئی۔ کہ جناب مفتی محمد صادق کو انکی علمی فضیلت کے باعث لنڈن کالج آف تھیالوجی نے اپنا فیلو منتخب کیا ہے۔ اور ڈپلوما اور ایف۔ پی۔ سی کا ٹائیٹل عطا کیا ہے۔ امید ہے تمام احباب یہ خوشخبری سنکر ضرور مسرور ہونگے۔ اور دعا کریں گے۔ کہ خدا تعالیٰ جناب مفتی صاحب کو ہر وقت اپنے فضل اور امان میں رکھے۔ اور بیش از بیش کامیابی اور قبولیت عطا فرمائے۔

## قبول اسلام ولایت کے خطوط

**پہلا خط۔** اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک عالم انگریز ڈاکٹر ایچ ہیرج۔ ایم آر سی۔ ایس بمعہ اپنی میم صاحبہ مسز ایڈتھ ہیرج کے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی تبلیغ سے جو آجکل لنڈن سے قریباً سو میل کے فاصلہ پر قصبہ وینٹ نور میں مقیم ہیں مشرف باسلام ہوا۔ اسلامی نام حضرت مفتی صاحب نے حکیم اور حکمت تجویز کیا۔ جسکو نو مسلمین نے پسند کیا۔ فالحمد للہ۔

علاوہ اسکے مفتی صاحب نے اس علاقہ میں اسلامی لٹریچر خوب تقسیم کیا۔ اور بعض تقریریں اور مباحثے بھی ہوئے۔ ایک پادری صاحب نے بعد گفتگو اقرار کیا کہ بیشک ماننا پڑتا ہے۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی نبی اللہ اور وحی الٰہی سے مشرف تھے۔

یہاں لنڈن میں بھی کام بسرعت ترقی کر رہا ہے

گذشتہ اتوار کی شام کو (۲۷۔ جنوری) فری تھنکرز کے ایک ہال میں خاکسار نے حسب قرارداد ہستی باری تعالیٰ پر لیکچر دیا۔ اور قرآن شریف سے قادر مطلق۔ علیم۔ حکیم ہستی کا ثبوت مدلل طور پر پیش کیا۔ سامعین کی تعداد تین سو سے زیادہ تھی۔ بعد لیکچر دلچسپ سوال و جواب ہوئے۔ مگر قرآن کریم کے محکم دلائل کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ غرض اسمیں بہت کامیابی ہوئی۔ اور حاضرین پر بہت اچھا اثر ہوا۔ پریذیڈنٹ صاحب نے پھر اسلام پر لیکچر دینے کیواسطے مدعو کرنیکا وعدہ کیا۔ والسلام۔ مورخہ ۳۔ فروری ۱۹۱۹ء خاکسار قاضی عبد اللہ عفی عنہ

## دوسرا خط

جناب مفتی صاحب تا حال وینٹ نور میں ہیں۔ ایک جنٹلمین بنام جیمز ڈولین ان کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا۔ اسلامی نام ابراہیم رکھا گیا۔ اور ایک معزز لیڈی بنام مس ہاروی قاضی عبد اللہ صاحب کی تبلیغ سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تحریری اقرار کرنیوالی ہوئی۔ فالحمد للہ۔ والسلام ۱۹/۲/۱۹ خاکسار عبد الحی عرب (مولوی فاضل) 4, Star Street W2. London. ۴ سٹار سٹریٹ۔ لنڈن۔ ڈبلیو ۲

## تیسرا خط

برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عاجز راقم تا حال شہر وینٹ نور میں ہے۔ جہاں سردی بہ نسبت لنڈن کم ہے۔ بسبب سردی طبیعت خراب رہی۔ سب احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ تاہم کچھ تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔ لنڈن میں برادرم قاضی عبد اللہ صاحب کی تبلیغی کوششوں سے چار معزز دوست سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ایک صاحب قریباً سترہ برس سے اس ملک میں تجارت کرتے ہیں۔ بال بچے بھی سب یہاں ہی کے ہیں۔ اور لنڈن میں اپنے زر خرید مکان میں رہتے ہیں۔ اور اصل میں سمالی لینڈ کے باشندے ہیں۔ انکو قاضی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی بدلائل سنائے۔ اور بعدہٗ ان کے اعتراضات اور شبہات کا ازالہ کیا۔ جس سے انکی بہت تسلی ہو گئی۔ وفات مسیح کے قائل ہو گئے۔ خونی مہدی کے عقیدے سے باز آ گئے۔ سلسلہ حقہ احمدیہ میں داخل ہو کر عربی بیعت فارم پر تینوں نے اپنے دستخط ثبت کئے۔ الحمد للہ۔ بیعت کی فارمیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں بھیدی گئی ہیں۔ احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ اسلام کی اہمیت کا اندازہ کرکے ہر طرح سے امداد کریں۔ اور دعاؤں پر بہت زور دیں۔ والسلام۔ محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ ۳۔ مارچ ۱۹۱۹ء از وینٹ نور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# الفضل

قادیان دارالامان و الامان - ۲۷ اپریل ۱۹۱۸ء

# کیا مباہلہ کا اثر فوراً ہونا ضروری ہے۔

## مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف سے دعوت مباہلہ دینے کا ثبوت

## نمبر (۳)

"الفضل" مورخہ ۱۹ و ۲۳ مارچ ۱۹۱۸ء کے پرچوں میں ہم نے تفصیل کے ساتھ تفسیر معالم کے اس حوالہ پر بحث کی تھی۔ جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہمارے مقابلہ پر حسن تنطافی حیلہ کی تائید میں اس غرض کے لئے پیش کیا تھا۔ کہ مباھلہ کا اثر فوراً ہونا چاہیئے۔ اور لکھا تھا کہ اگر مولوی صاحب کے نزدیک اس حوالہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مباہلہ کا اثر فوراً ہی ہونا ضروری ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم نے ان سے اس مباہلہ کے متعلق جو ان کا غزنوی مولویوں کے ساتھ قرار پایا ہے۔ جب یہ دریافت کیا تھا۔ کہ اس کو منظور کرتے ہوئے آپ نے اپنے مخالفین پر فوراً عذاب نازل ہونے کا کیوں اعلان نہیں کیا۔ اور کیوں انکے بندر اور سؤر بننے کی شرط نہیں لگائی۔ تو اس کا انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ "بندر اور سؤر بننا خدا کی مشیت پر موقوف ہے"۔

اہلحدیث ۸ مارچ

اور مباہلہ کا اثر فوراً ظاہر ہونے کو جسے ان کے نزدیک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک مباہلہ کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ باقی [illegible] ہیں۔ اور اس [illegible] نہیں کیا۔ کیا اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ انہیں خود بھی اس بات پر ایمان نہیں ہے۔ کہ

مباہلہ کا اثر فوراً ہونا چاہیئے

اسکے علاوہ ہم نے یہ دلائل ثابت کیا تھا کہ تفسیر معالم کے حوالہ سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مباہلہ کرنے والوں پر فوراً عذاب نازل ہو جاتا۔ اور وہ اسی وقت ہلاک و تباہ ہو جاتے۔ ہمارے وہ دلائل جسقدر زبردست اور قوی تھے۔ اس کا پتہ اسی سے لگ سکتا ہے۔ کہ مولوی صاحب نے ان کی طرف رُخ تک نہیں کیا ہاں تفسیر معالم کے حوالہ کے ترجمہ پر جو اعتراض ہم نے کئے تھے۔ ان کے اٹھانے کی آپ نے اہلحدیث ۵ اپریل ۱۹۱۸ء میں کوشش کی ہے۔ مولوی صاحب نے تفسیر معالم کی اس عبارت سے کہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لو لاعنوا المسخوا قردة و خنازیر یہ دکھانے کے لئے کہ مباہلہ کا اثر فوراً ہونا ضروری ہے۔ ترجمہ کرتے وقت بعض الفاظ اپنی طرف سے ڈال دئے تھے۔ چنانچہ یہ ترجمہ کیا تھا کہ:-

"آنحضرت نے فرمایا۔ اگر نصاریٰ مباہلہ کرتے تو فوراً ہی بندر اور سؤر بنا دئے جاتے"۔

اہلحدیث ۴ جنوری ۱۹۱۸ء

اسکے متعلق ہم نے دریافت کیا تھا کہ:-

"کیا مولوی صاحب بتا سکیں گے کہ انہوں نے فوراً ہی کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے"۔

الفضل ۲۳ مارچ ۱۹۱۸ء

اب یہ کوئی ایسی اہم بات نہ تھی کہ مولوی صاحب ہمارے سارے کے سارے دلائل کو چھوڑ کر اسی کا جواب دینا مقدم سمجھتے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کسی اور جگہ ہاتھ اڑتا نہ دیکھ کر ادھر متوجہ ہوئے ہیں۔ لیکن اس میں بھی سخت منہ کی کھائی ہے۔ فرماتے ہیں:-

"افسوس ہے معترض صاحب نے باکمال دعویٰ فضل بلکہ ادعاء کمال یہ نہیں سوچا۔ کہ لو کا حرف شرط کے لئے (ہے) جیسے اِن اور شرط کے تحقق پر جزا کا وجود معاً مترتب ہوتا ہے۔ کسی وقت کا فاصلہ اس میں جائز نہیں۔ قرآن مجید سے اسکی مثالیں سنو۔ لو شئنا لاتینا کل نفس ھداھا + لو نشاءُ لجعلناہ حطاما + لو نشاءُ جعلناہ اجاجا"۔

مولوی صاحب نے اپنے مندرجہ بالا الفاظ میں دعویٰ تو کر دیا ہے کہ لو کی جزا کا وجود اس کی شرط کے ساتھ معاً ہی متحقق ہو جاتا ہے۔ لیکن افسوس کہ آپ نے اس دعوے کے ثبوت میں کوئی سند پیش نہیں کی۔ جس سے یہ قاعدہ کلیہ ثابت ہوتا ہو کہ لو کی جزا کا وجود معاً مترتب ہوتا ہے۔ اور کسی وقت کا فاصلہ اس میں جائز نہیں۔ ہاں تین آیتیں قرآن مجید سے نقل کر دی ہیں۔ اور لکھ دیا ہے کہ اس سے میرا دعویٰ ثابت ہے۔ لیکن ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ صرف کسی آیت کے نقل کر دینے سے کوئی دعوےٰ ثابت نہیں ہو جایا کرتا۔ جب تک کہ یہ نہ بتایا جاوے۔ کہ اس آیت سے میرا دعوےٰ یوں ثابت ہوتا ہے۔ مولوی صاحب کی پیش کردہ آیات میں سے کوئی آیت خود بقول ان کے بھی نہیں رہی۔ کہ لو کی جزا کا وجود معاً مترتب ہوتا ہے۔ اور شرط اور جزا میں کسی وقت کا فاصلہ جائز نہیں۔ اسلئے اس قاعدہ کلیہ کے لئے مولوی صاحب کو خود ہی بتانا چاہیئے تھا۔ لیکن انہوں نے صرف تین آیات کو ہی پیش کر دیا۔ اور خود کچھ نہ بتایا۔ حالانکہ ان کی پیش کردہ آیات سے ترجمہ میں "فوراً" کا لفظ

کسی پہلے مترجم نے نہیں لکھا۔ اسلئے یہ ایک دوسرا دعویٰ ہے۔ جو مولوی صاحب نے اپنے پہلے دعوے کے اثبات میں پیش کیا ہے۔ سنئیے۔ شاہ عبدالقادر صاحب پہلی آیت کا یہ ترجمہ کرتے ہیں:۔

"اگر چاہتے ہم۔ البتہ دیتے ہم۔ ہر ایک جی کو ہدایت اس کی"۔ اور دوسری کا یہ:۔

"اگر چاہیں ہم البتہ کردیں ہم اسکو ریزہ ریزہ"۔

اور تیسری کا یہ:۔

"اگر چاہیں ہم کردیں ہم اس کو کڑوا"۔

پھر دیکھئے مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی انہیں آیات کا مندرجہ ذیل ترجمہ کرتے ہیں:۔

"(اور خدا فرمائیگا) ہم چاہتے تو (دنیا ہی میں) ہر شخص کو (ایسی) سوجھ عنایت کرتے (کہ وہ سیدھے رستہ پر آجاتا)"۔

"ہم چاہیں تو (کوئی آفت بھیجکر پکنے سے پہلے) اس کو چورا چورا کردیں"۔

"ہم چاہیں تو اس کو (ایسا) کھاری کردیں۔ (کہ زبان پر بھی نہ رکھا جائے)"۔

انکے علاوہ اور بھی جس قدر ترجمے ہم نے دیکھے ہیں۔ ان میں سے کسی میں بھی ترجمہ کرنے والا "فوراً" کا لفظ نہیں لایا۔ پھر نہ معلوم مولوی ثناء اللہ صاحب نے ان آیات کو کیوں ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ کیا وہ کہہ سکتے ہیں کہ میرے سوا اور کسی کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ جہاں لو کا حرف شرط ہو۔ وہاں جزا میں "فوراً" کا لفظ ضرور لانا چاہئیے۔ اگر معلوم تھی۔ تو وہ کیوں نہ لائے۔ اور اگر معلوم نہ تھی۔ اور اب آپ نے ہی دریافت کی ہے۔ اور آپ کا دعویٰ ہے۔ کہ لو کی شرط متحقق ہونے کے بعد کوئی فاصلہ نہیں ہوتا۔ جس میں جزا اس سے منفک رہ سکتی ہو۔ تو براہ مہربانی آیات ذیل کی جو آپ کے دعوے کی کھلے طور پر تردید کرتی ہیں۔ کوئی ایسی توجیہ فرمائیے۔ کہ آپ کا دعوے کم از کم قرآن مجید سے رد نہ ہو۔ خدا تعالےٰ سورہ بقرہ میں یہود کے متعلق فرماتا ہے۔ ولو انھم اٰمنوا واتقوا لمثوبۃ من عند اللہ خیر۔ کہ اگر وہ ایمان لاتے اور تقوےٰ کرتے۔ تو انہیں اللہ کے پاس سے اچھا بدلہ دیا جاتا۔

اب بتائیے کیا جن لوگوں میں اس لو کی شرط متحقق ہوئی۔ ان کو فوراً ہی اللہ کے ہاں سے اچھا بدلا مل گیا تھا۔ اور ان کے ایمان لانے اور اچھا بدلا ملنے میں کوئی فاصلہ نہیں۔ حالانکہ جس بدلا کا یہاں ذکر ہے۔ وہ قیامت کو ملنا ہے۔ اس آیت میں زجاج کے نزدیک لو کا جواب لمثوبۃ ہے۔ اور دوسروں کے نزدیک لاثیبوا (مقدر) اس کا جواب ہے۔ لیکن ہمارا مدعا دونوں صورتوں میں ثابت ہے۔

دوسری آیت لیجئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل لو کان البحر مدادًا لکلمت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمت ربی ولو جئنا بمثلہ مددًا

(۱۸-۱۰۶)

کہدو کہ اگر تمام سمندر تیرے رب کے کلمات لکھنے کے لئے سیاہی بن جائیں۔ تو وہ لکھنے سے ختم ہو جائینگے۔ پیشتر اسکے کہ تیرے رب کے کلمات ختم ہوں۔ اور اگر اتنی ہی اور سیاہی لے آویں۔ تو وہ بھی ختم ہو جائیگی۔

اب غور فرمائیے۔ کہ اس آیت میں جو لو کی یہ شرط ہے کہ تمام سمندر سیاہی بن جائیں۔ تو کیا اس کی جزا جو یہ ہے۔ کہ خدا کے کلمات کے ختم ہونے سے پہلے وہ سیاہی ختم ہو جائیگی۔ اس سے کچھ فاصلہ رکھتی۔ اور اس سے منفک رہ سکتی ہے یا نہیں یہ تو صاف بات ہے۔ کہ اسقدر کثیر سیاہی کو خدا تعالیٰ کے کلمات لکھ لکھ کر ختم کرنے میں ضرور وقت صرف ہوگا۔ اور وقت بھی تھوڑا نہیں۔ بلکہ بہت لمبا۔ اس لئے آپ کا یہ خیال غلط ہو گیا کہ لو کی شرط سے جزا منفک نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اسکے متحقق ہونے پر فوراً ظاہر ہو جاتی ہے۔

اب ایک اور آیت دیکھئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وقالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحب السعیر۔ (۶۷-۱۰)

کہ کفار قیامت کے دن کہینگے۔ کہ اگر ہم سنتے یا عقل کرتے تو دوزخیوں میں سے نہ ہوتے۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ ان کہنے والوں کا سننا اور عقل کرنا دنیا میں ہوتا تب وہ قیامت کو اصحاب السعیر میں سے نہ ہوتے۔ نہ کہ دنیا میں ہی۔ اس آیت میں بھی جو لو کی شرط ہے۔ اس کے بہت عرصہ کے بعد جا کر اس کی جزا مترتب ہوتی ہے نہ کہ معاً۔ پھر اور سنئے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ولو ان اھل الکتب اٰمنوا واتقوا لکفرنا عنھم سیاٰتھم ولادخلنھم جنّٰت النعیم۔

کہ اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور تقویٰ کرتے تو ہم ان کے گناہوں کو ڈھانپ دیتے۔ اور انہیں جنّٰت النعیم میں داخل کرتے۔ اس آیت میں بھی لو کی شرط اور جزا میں فاصلہ ہے۔ کیونکہ ایمان لانے والے اور تقویٰ کرنیوالے معاً ہی جنت النعیم میں داخل نہیں ہو جاتے۔ بلکہ لمبے عرصہ اور بہت مدت کے بعد ہوتے ہیں۔

اب اے معزز ناظرین! ان آیات سے مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ دعوے بالکل غلط ثابت ہو گیا۔ کہ لو کی شرط متحقق ہونے کے بعد جزا اس سے منفک نہیں رہ سکتی یعنے یہ کہ لو کی شرط اور جزا میں فاصلہ جائز نہیں۔ کیونکہ ان آیات میں لو کی شرط متحقق مان کر جزا میں فاصلہ ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ پس جب ثابت ہو گیا تو مولوی صاحب کا لولا عتوا المسخوا قردۃ وخنازیر کے معنوں میں "فوراً ہی" کا لانا بھی بالکل غلط ہو گیا۔ اور جب یہ غلط ہو گیا۔ تو ساتھ ہی یہ بھی غلط ہو گیا کہ بروئے روایت معالم عیسائی مباہلہ کنندگان پر مباہلہ کرنے کے وقت ہی عذاب نازل ہو جاتا۔

مولوی صاحب نے تفسیر معالم کے مذکورہ بالا حوالہ کے ایک حصہ کا ترجمہ کرتے وقت اپنی مطلب براری کے لئے جسطرح "فوراً ہی" کے الفاظ اپنی طرف سے ڈال دئے تھے۔ اسی طرح دوسرے حصہ لاضطرم علیھم الوادی نارًا کا ترجمہ کرتے ہوئے الوادی کے ترجمہ میں یہ لکھا تھا کہ "وہی جنگل ان پر آگ کا جنگل بن جاتا"۔ اور "وہی" کا لفظ مولوی صاحب نے اپنی طرف سے شامل کر کے یہ بتانا چاہا تھا کہ مدینہ کا ہی کوئی جنگل جہاں مباہلہ

ہوتا۔ ان پر آگ کا جنگل نیچا تا۔ اس ترجمہ کی غلطی ظاہر کرتے ہوئے ہم نے بدلائل قویہ ثابت کیا تھا۔ کہ "الوادی" سے وادی نجران مراد ہے نہ کہ مدینہ۔ مولوی صاحب نے ہمارے ان دلائل میں سے تو کسی ایک کو بھی نہیں توڑا۔ اور نہ توڑ سکتے ہیں۔ ہاں پہلی بات کا تکرار کر دیا ہے۔ جسکی تردید ہم پہلے مضمون میں کر چکے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "الوادی سے مراد وہی جنگل ہے۔ جسمیں مباہلہ ہوتا۔ اور اس کا قرینہ پہلا لفظ ہے یعنے ان العذاب قد تدلی"

لیکن ان روایات کی موجودگی میں جو صاف طور پر یہ بتا رہی ہیں کہ ان العذاب قد تدلی کا تعلق وادی نجران سے ہے۔ مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ یہ مدینہ کے متعلق ہے۔ بالکل بے ہیچ ہے۔ اگر مولوی صاحب کو ہمت ہے۔ تو ان دلائل کی تردید کریں۔ جو ہم پہلے الوادی سے وادی نجران کے متعلق پیش کر چکے ہیں۔ جب تک ان کو نہ توڑیں۔ کوئی قرینہ نہیں ثابت ہو سکتا۔

ہمنے اپنے ان مضامین میں جہاں یہ ثابت کیا تھا۔ کہ ہر ایک مباہلہ کا اثر فوراً ہونا ضروری نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ ثابت ہے کہ اہل نجران اگر مباہلہ کرتے۔ تو فوراً ان پر عذاب نازل ہو جاتا۔ وہاں مولوی ثناء اللہ صاحب سے ایک مطالبہ بھی کیا تھا۔ جو یہ تھا کہ :۔

"ہم ان کے سامنے معالم کے حوالہ کو پیش کر کے دریافت کرتے ہیں کہ جب وہ ہمارے مقابلہ میں اسکے ایک فقرہ سے یہ نکالتے ہیں کہ مباہلہ کا اثر فوراً ہونا چاہیئے۔ تو کیا وہ بقیہ حوالہ کو بھی درست ماننے کے لئے تیار ہیں اگر تیار ہیں۔ تو کیا بتلائینگے۔ کہ غزنویہ کے ساتھ جو ان کا مباہلہ ہونا قرار پایا ہے۔ اس میں دنیا کو یہ نظارہ دیکھنے میں آئیگا۔ کہ لاہور کی مسجد چینیاں سے جسکو انہوں نے مباہلہ کے لئے تجویز کیا ہے۔ مباہلہ کرتے ہی آگ کے شعلے نکلنے لگ جائینگے۔ اور سب کو جلا کر بھسم کر دینگے۔ پھر مباہلہ کرنیوالے کے اہل و عیال حتی کہ انکے علاقہ کے درختوں پر رہنے والے پرندے بھی ہلاک ہو جائینگے۔ اور یہ بڑی بات یہ ہوگی کہ آپ کے مخالفین کا وہ گروہ جس کے کسی فرد سے آپ کا مباہلہ ہوگا ایک سال کے اندر اندر صفحۂ عالم سے نابود ہو جائیگا"۔ (الفضل ۱۹ مارچ)

اسکے جواب میں آپ فرماتے ہیں :۔

"سنئے صاحب! اُوپر چلئے۔ زمانہ نبوت میں مُباہلہ کی دعوت دربار رسالت سے ہوئی۔ تو حضور ہی نے فرمایا کہ اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرتے تو ایسا ہوتا۔ اسی طرح اب جو فریق اپنے مخاطب کو مباہلہ کی دعوت دے۔ اس کا فرض ہے کہ کرشمہ دکھائے۔ غزنوی ہو یا قادیانی ہمنے تو کسی کو دعوت نہیں دی"۔

(اہلحدیث - ۵ اپریل)

یہ عجیب و غریب جواب معلوم مولوی صاحب نے کس علم و عقل کی بناء پر دیا ہے۔ جب ان کا عقیدہ ہے کہ مباہلہ حق و باطل میں فیصلہ کرنے کا ایک ایسا طریق ہے۔ جس سے فوراً بلا کسی وقفہ اور مہلت کے جھوٹے پر عذاب نازل ہو جاتا ہے۔ اور عذاب بھی ایسا جو ساری دنیا سے اپنی ہیبت منوا سکتا ہے۔ یعنے جھوٹے مباہل کو فوراً بندر اور سُور بنا دیا جاتا ہے اسپر آگ کے شعلے بھڑکنے شروع ہو جاتے ہیں۔ انکے گھروں میں اہل و عیال اور درختوں کے پرندے ہلاک ہونے لگ جاتے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہ اسلام کی صداقت کا اتنا بڑا نشان دکھا کر دنیا کو اپنے حق پر ہونے کا ثبوت نہیں بہم پہونچاتے۔ اور اس طرح غیر مسلم لوگوں کو اسلام کا دلدادہ و شیدا نہیں بنالیتے کیا یہ ان کا فرض نہیں ہے کہ اسلام کی صداقت کے ظاہر کرنے میں اپنی پوری کوشش اور ساری طاقت صرف کر دیں۔ اگر ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ کسی کو مباہلہ کی دعوت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اسکے متعلق سوائے اسکے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ انہیں ہرگز اس بات پر ایمان نہیں ہے۔ کہ مباہلہ کے اثر کے متعلق جو عقیدہ وہ ہمارے مقابلہ میں پیش کرتے ہیں وہ عملی رنگ میں بھی درست ثابت ہو سکتا ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ وہ مباہلہ کی دعوت نہیں دیتے۔ اور یہ کہکر اپنا پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں کہ :۔

"جو فریق اپنے مخاطب کو مباہلہ کی دعوت دے۔ اس کا فرض ہے کہ کرشمہ دکھائے۔ غزنوی ہو یا قادیانی ہمنے تو کسی کو دعوت نہیں دی"

یہ جواب جس قدر بودا اور کمزور ہے۔ اسکو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے۔ لیکن ہم مولوی صاحب کو بتلاتے ہیں۔ کہ اس عذر سے بھی آنجناب اپنا پیچھا نہیں چھڑا سکتے کیونکہ آپ اپنے مخالفین کو مباہلہ کی دعوت دے چکے ہیں اگر یاد نہ ہو تو سنئے۔ آپنے ۲۵ جون ۱۸۸۸ء کے اخبار ریاض ہند امرتسر کے صفحہ ۴ پر عیسائیت کے متعلق ایک مضمون لکھتے ہوئے عیسائیوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ :۔

"اگر بخوف طوالت جواب سے مشرف نہ فرمائیں تو میں مباہلہ (یعنی باہر جا کر عاجزی سے اپنے پروردگار سے دعا کریں۔ اور جھوٹوں پر لعنت کریں۔ اور دکھ کی مار کے بعد انکے لئے ہدایت چاہیں) کو بھی تیار ہوں"۔

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ آپنے عیسائیوں کو خود مباہلہ کی دعوت دی تھی۔ جس کو معلوم نہیں کہ عیسائی صاحبان نے قبول کیا یا نہیں۔ لیکن اس دعوت مباہلہ کے دینے سے آپ پر اپنی ہی زبانی کرشمہ دکھلانے کا فرض تو عاید ہو گیا۔ کیونکہ آپ کا ارشاد ہے کہ "جو فریق اپنے مخاطب کو مباہلہ کی دعوت دے۔ اس کا فرض ہے کہ کرشمہ دکھائے"۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اب بتائیے مولوی صاحب! آپ اپنی اس دعوت مباہلہ پر کسی عیسائی صاحب کے ساتھ مباہلہ کر کے کرشمہ دکھلانے کے لئے تیار ہیں یا نہیں؟ اگر تیار ہوں تو اطلاع دیں تاکہ کوئی عیسائی صاحب مباہلہ کے واسطے پیش کیا جائے۔ اور اگر تیار نہیں تو کیوں؟ کیا وجہ ہے؟ کیا آپنے خود عیسائیوں کو دعوت مباہلہ نہیں دی اور کیا بقول آپ کے آپ کا فرض نہیں ہے۔ کہ کرشمہ دکھلائیں۔ اگر دعوت مباہلہ دی ہے۔ اور ضرور دی،

جیسا کہ ہم اوپر آپ ہی کے الفاظ سے بتا آئے ہیں۔ اور آپ کا فرض بھی ہے کہ کرشمہ دکھلائیں۔ تو آپ کو چاہیئے کہ فوراً تیار ہوں۔

ممکن ہے۔ مولوی صاحب فرمائیں کہ اتنی دیر کی دعوت مباہلہ کا اب میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ گو یہ کہنا ان کی سخت غلطی اور کمزوری ہوگی۔ کیونکہ اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ مولوی صاحب کو پہلے عیسائیوں کے جن عقائد کے ساتھ اختلاف تھا۔ اور جنکی وجہ سے انہیں مباہلہ کی دعوت دی تھی۔ اب ان کے ساتھ متفق ہو گئے ہیں۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ وہ جسطرح پہلے ان کو باطل پر سمجھتے تھے۔ اسی طرح اب بھی سمجھتے ہیں۔ تو پھر ان کا فرض ہے کہ اب بھی اپنی اس دعوت کے مطابق مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن اگر وہ اتنی دیر کی دعوت کی پابندی سے انکار کریں۔ تو ہم انہیں ان کی تازہ دعوت مباہلہ یاد دلاتے ہیں۔ جو انہوں نے شیعہ صاحبان کو اپنے اخبار اہلحدیث ۲۰ اپریل ۱۹۱۶ء کے پرچہ میں بایں الفاظ دی تھی کہ:۔

"ہمارا دعویٰ ہے کہ قرآن مجید کے بائیسویں پارے کے شروع میں جو اہل بیت کا لفظ آتا ہے اس سے قطعاً و یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن مراد ہیں۔

من شاء باھلتہ"

اس دعوت کو تو کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ پس کیا آپ ایسا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ کسی شیعہ صاحب کے ساتھ مباہلہ کر کے اپنے مسلمہ عقیدہ کی رو سے دنیا کو یہ نظارہ دکھلائیں۔ کہ اول جن صاحب کے ساتھ آپ مباہلہ کریں اسی اسی وقت بندر اور سور بنا دیں۔ دوسرے جس جگہ مباہلہ ہو۔ وہاں آگ بھڑک اٹھے۔ تیسرے مباہلہ کرنیوالے کے اہل و عیال حتےٰ کہ وہاں کے درختوں کے پرندے بھی ہلاک ہو جائیں۔ چوتھے یہ کہ اس فریق کے جتنے بھی لوگ روئے زمین پر ہوں۔ وہ سارے کے سارے ایک سال کے اندر ہلاک ہو جائیں۔ اور انہیں سے کوئی ایک متنفس بھی زندہ نہ رہنے پائے۔ یہ تو آپ کہہ نہیں سکتے۔ کہ چونکہ دعوت مباہلہ نہیں دی اس لئے یہ باتیں دکھلانا میرا فرض نہیں ہے۔ کیونکہ آپ نے صاف الفاظ میں دعوت مباہلہ دی ہے۔ اور دعوت بھی ایسی عام دی ہے۔ کہ جو شخص بھی ازواج النبی کے اہلبیت ہونے کا منکر ہو۔ اسی سے آپ مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور یہ تو آپ خود اقرار کر چکے ہیں کہ "جو فریق اپنے مخاطب کو مباہلہ کی دعوت دے اس کا فرض ہے کہ کرشمہ دکھائے" اس لئے امید ہے۔ کہ آپ مندرجہ بالا کرشمہ دنیا کو ضرور دکھلائینگے لیکن اگر اب بھی آپ نے اسکے دکھلانے سے انکار کیا۔ اور کسی فریق کے ساتھ مباہلہ کرنے کے لئے نہ نکلے۔ تو پھر ہمیں آپ کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ دنیا خود فیصلہ کریگی۔ کہ جو بات آپ منہ سے نکالتے ہیں۔ اسکے ساتھ آپ کا دل کہاں تک متفق ہوتا ہے۔ اور پھر آپ اپنے عمل سے اسکی صداقت کا کس قدر ثبوت دے سکتے ہیں۔

---

# ویدوں کی حقیقت

---

گذشتہ نمبر کے لیڈر میں جو بعنوان "ویدوں کا ترجمہ ضرور ہونا چاہیئے" شائع ہوا ہے۔ اس امر پر بحث کیگئی تھی۔ کہ آجتک کیوں ویدوں کے ترجمہ شائع نہیں ہوئے۔ اس کا ایک جواب تو یہی تھا۔ جو مسافر آگرہ نے اپنی ۲۲ - مارچ کی اشاعت میں دیا تھا کہ "آریہ سماج میں سمپورن ویدوں کا ایک بھی گیانا موجود نہیں" جسے صحیح ماننے میں ہمیں کوئی عذر نہیں۔ کیونکہ یہ ان لوگوں کا بیان ہے جو ویدوں کو ماننے والے اور ان کی تبلیغ میں نہایت جوش کے ساتھ سرگرم ہیں اس بات کو مدنظر رکھکر ہمنے آریہ صاحبان کو مشورہ دیا تھا۔ کہ اگر یہی بات ہے کہ انہیں ویدوں کو جاننے والے موجود نہیں تو سناتن دھرم کے پنڈتوں سے اپنے زیر اہتمام تراجم کرا کے شائع کر دیں۔ کیونکہ نہ جاننے کی روکاوٹ سناتنی پنڈتوں سے دور ہو جائیگی۔ اور مالی طور پر انکے لئے کوئی رکاوٹ ہے ہی نہیں۔

لیکن اگر دوسرے آریہ صاحبان مسافر آگرہ کیساتھ اس امر میں متفق نہ ہوں کہ آریہ سماج میں ویدوں کے جاننے والے نہیں ہیں۔ تو انہیں ہمارے اس خیال کی تصدیق کرنا ہوگی۔ جو ہم گذشتہ پرچہ میں ظاہر کر چکے ہیں۔ کہ

"ویدوں کو جاننے والے تو موجود ہیں لیکن وہ چونکہ انکو اچھی طرح جانتے ہیں اور ان کی حقیقت سے پورے طور پر واقف ہیں اسلئے وید ونکا پول کھول کر اپنے دشمن آپ نہیں بننا چاہتے"

دیکھیے آریہ مہاشے صاحبان اس کے جواب میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ آیا یہ کہ واقعی آریوں میں ویدوں کے جاننے والا کوئی نہیں۔ یا یہ کہ ہیں تو سہی مگر ویدوں کی کمزوری کے نمایاں ہونے سے خائف ہیں۔ آریہ صاحبان تو جیب جواب دینگے دیکھا جائیگا۔ مگر ہمارے دوسرے خیال کی تائید آریہ سماج کے مشہور اخبار "آریہ گزٹ پنجاب لاہور" کی ۱۸ - اپریل کی اشاعت میں ایک سناتنی پنڈت صاحب کی زبانی ہوگئی ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ کچھ دن ہوئے۔ کہ سناتن دھرم کے مشہور فاضل مناظر پنڈت گردھر شرما اور آریہ سماجیوں کے درمیان کانپور میں مباحثہ ہوا۔ جب آریہ مناظر نے پرانوں میں سے "چند شرمناک واقعات" دکھائے تو جواب میں سناتن دھرمی پنڈت صاحب نے فرمایا کہ "جس طرح آپ پرانونکی گندی باتیں ظاہر کر رہے ہیں۔ اسیطرح ہم بھی ویدوں سے ظاہر کرینگے اسلئے یہ پردہ ظاہر نہ کرائیے"۔

یہ تو مسلمہ حقیقت ہے کہ سناتن دھرم کے پنڈت آریہ سماجی حضرات سے فی الواقعہ سنسکرت کے عالم اور ویدوں وغیرہ کے ماہر ہیں۔ اسلئے سناتن دھرم کے ایک مشہور اور زیادہ فاضل مناظر کا مذکورہ بالا الفاظ منہ سے نکالنا ویدونکی اصلیت اور حقیقت کو ایسے صاف طور پر ظاہر کرتا ہے جس سے انکار کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ پھر ایسی صورت میں جبکہ اور بھی بہت سے قرائن اور شواہد سناتنی پنڈت صاحب کے موید ہیں۔

اب ہم پھر کہتے ہیں کہ کیا وہ کتابیں جنکا آریوں میں کوئی جاننے والا نہیں۔ اور قابل ہیں کہ غیر مذاہب کی کتب پر انکو بے دیکھے بھالے ترجیح دیجائے۔ اور کیا وہ کتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

# خطبہ جمعہ

## امت محمدیہ کی خصوصیت

از مولٰنا سید محمد سرور شاہ صاحب
فرمودہ ۱۲ - اپریل ۱۹۱۸ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

ہر ایک امت کا ایک خاص نشان ہوتا ہے۔ مجھے اپنے زمانہ طالب علمی میں اس بات کا خیال پیدا ہوا کہ امت محمدیہ میں وہ کونسی مابہ الامتیاز خصوصیت ہے جو دوسری امتوں میں نہیں پائی جاتی۔ اس پر غور کرتے ہوئے بیسیوں صفات میرے ذہن میں آئیں۔ لیکن میں کوئی ایسی نشانی چاہتا تھا۔ جو خاص اس امت سے ہی مخصوص ہو۔

جب میں نے بہت غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ خدا رب العالمین ہے۔ اور آدم کو جب پیدا کیا تھا تو فرمایا تھا۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ یعنی آدم زمین پر خدا کا قائمقام ہوگا۔ پہلے جو انبیاء آئے وہ خدا تعالٰی کی صفت رب العالمین کے مظہر نہ تھے۔ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی رب العالمین کی صفت کے مظہر تھے۔ جس طرح خدا سارے جہانوں کا رب اور پرورش کرنیوالا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان کی طرف خدا کیطرف سے رسول اور نبی ہوکر تشریف لائے ہیں۔ اور آپکی امت میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے جسکا پتہ یوں لگتا ہے۔ کہ سارے قرآن کو دیکھ جاؤ کہ دعاؤں وغیرہ میں یہ نہیں کیا گیا کہ صرف ایک ہی شخص کیطرف سے ہوں بلکہ اوروں کو بھی شریک کیا گیا ہے اسلئے کوئی مسلمان اگر بھلائی مانگتا ہے۔ تو اپنے ہی نفس کیلئے نہیں مانگتا۔ بلکہ دوسروں کے لئے بھی مانگتا ہے اسی طرح اگر عذاب سے پناہ طلب کرتا ہے تو اپنے نفس کیلئے ہی نہیں کرتا بلکہ وقنا ربنا عذاب الناس کی دعا مانگتا ہے۔ کہ اے ہمارے خدا ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ پس سارے قرآن سے اسکا پتہ لگتا ہے اور آیت کنتم خیر امتہ اخرجت للناس سے بھی یہی ظاہر ہے۔ خدا تعالٰی فرماتا ہے۔ تمہاری بناوٹ میں ہی یہ بات رکھی گئی ہے۔ کہ تم دوسروں کے فائدے کو مقدم رکھتے ہو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہو۔ اسی آیت سے یہ پتہ بھی لگتا ہے۔ کہ دوسروں کو بھلائی سکھانا ہر ایک مسلمان کا عین فرض ہے۔ چنانچہ امت کا لفظ سات معنوں میں لغت میں وارد ہے۔ جن میں سے ایک معلم الخیر بھی ہیں۔ پس اس آیت میں بتلایا گیا ہے۔ کہ تم سب سے بہتر معلم خیر ہو۔

قرآن کریم کے ظہر اور بطن ہوتا ہے۔ اور ایک ایک بطن کے کئی کئی بطن ہوتے ہیں۔ جو اللہ تعالٰی کے فضل سے اہل علم پر کھلتے ہیں۔ پس اگر ایک آیت کے معنے کسی اور نے کچھ اور کئے ہوں۔ اور دوسرے نے کچھ اور جو قرآن کی دوسری تعلیمات کے خلاف نہوں۔ تو وہ غلط نہیں ہو سکتے۔ نہ اسکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ان معنوں کیوجہ سے پہلے معنے غلط ہو گئے۔

پس اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ انسان خلیفۃ اللہ ہے۔ اور سورہ فاتحہ میں صفات الٰہی بیان کئے گئے ہیں اور مومن کا یہ تمغہ ہے۔ جیسا کہ رسول کریم نے بتلایا کہ مومن وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے کو نقصان نہ پہنچے۔ اور پھر سورہ فاتحہ میں جو دعا ہے وہ یہ ہے۔ کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم۔ یعنی خدایا ہم تیری عبادت کرتے اور ہم تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ تو ہمیں سیدھی راہ دکھا۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ امت محمدیہ کا نشان یہ ہے کہ اسکا بھلائی چاہنا عام ہے۔ یعنی وہ اپنے لئے بھلائی چاہتے ہوئے دوسروں کیلئے بھی چاہتے ہیں۔ صرف اپنے نفس کے لئے ہی نہیں چاہتے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہماری ہمدردی عام ہو۔ اور غیروں کی ہدایت کے لئے کوشش اور دعائیں کریں۔ تاکہ جسطرح خدا نے صحابہ کی گواہی دی۔ اسی طرح وہ ہمارے کاموں کو دنیا میں زندہ رکھے۔ آمین۔

## مولوی ثناء اللہ صاحب کا اسلام پر حملہ

گذشتہ ایام میں مسلم لیڈرز کانفرنس کے جلاس لاہور میں نکاح ثانی کے خلاف جو اقرارنامہ لکھا گیا تھا۔ اس کے متعلق ضروری تھا کہ مسلمان اپنی ناپسندیدگی اور ناراضگی کا اظہار کرتے۔ تاکہ مستورات کو آئندہ اسلام کے کسی حکم کے خلاف آواز اٹھانے کی جرات نہ ہوتی۔ چنانچہ اخبارات میں مضامین لکھنے کے علاوہ خاص طور پر امرت سر میں جلسہ کرکے مستورات کو اس بیجا کارروائی کے کرنے پر بڑے زور کے ساتھ ملامت کیگئی تھی۔ لیکن کیسے تعجب کی بات ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب جنہیں مسلمانوں کا مذہبی پیشوا ہونے کا دعوٰے ہے۔ تعدد ازدواج کے خلاف معاہدہ لکھنے والی مستورات کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"ہمارے خیالمیں یہ اقرارنامہ اتنی بڑی خفگی کا حقدار نہیں جتنی کہ ان بیچاری عورتوں پر کیگئی ہے۔ جسکی وجہ یہ ہے۔ کہ مسئلہ شرعی تو صحیح ہے لیکن عورتوں کی ذاتی غیرت الگ چیز ہے۔ اس غیرت کے تحت انکا حق ہے کہ وہ اپنے پر سے یہ مضرت اٹھانیکی کوشش کریں"

یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ مولوی صاحب کو اس بات سے تو انکار نہیں کہ اسلام نے تعدد ازدواج کو جائز رکھا ہے۔ لیکن ان کے خیالمیں یہ عورتوں کی غیرت کے خلاف ہے۔ اور انکے لئے ایک ایسی مضرت ہے جسکے دور کرنیکی کوشش کرنا عورتوں کا فرض ہے جسکا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب کے خیالمیں اسلام نے تعدد ازدواج کا حکم دیکر عورتوں پر بہت بڑا ظلم کیا ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اسلام کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اسکے احکام کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں۔

کیا مسلمانان امرتسر جنہوں نے آریہ گزٹ سے اپنے اس اعتراض کو واپس لینے کا ریزولیوشن پاس کیا ہے جو اس نے زنانہ کانفرنس کی کارروائی

# صداقت مسیح موعود

**یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائینگے**
**کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار**

جو اصحاب موجودہ محاربہ عالمگیر کی متعلقہ خبروں اور حالات سے واقفیت رکھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی سے جس میں اس جنگ کا نہایت تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ آگاہ ہیں۔ وہ ہرگز اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے انکار نہیں کرسکتے۔ بشرطیکہ انہیں ضد اور ہٹ ۔ دشمنی اور عداوت نہ ہو۔ کیونکہ اس جنگ عظیم کے واقعات اور اثرات نہایت صفائی کیساتھ حضرت مسیح موعودؑ کے منہ سے نکلے ہوئے لفظ لفظ کی تصدیق کر رہے ہیں

گذشتہ ایام میں حضرت مسیح موعود کے فرمودہ یہ الفاظ کہ ؎

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

زار روس کے معزول ہونے پر جس وضاحت اور صفائی کیساتھ پورے ہوئے ہیں۔ اسکا ایک عالم کو اعتراف ہے۔ اور متعصب سے متعصب دشمنوں کو بھی ماننا ہی پڑا کہ زار کے متعلق جو کچھ مرزا صاحب نے فرمایا تھا وہ درست نکلا۔ لیکن چونکہ حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں ضد اور عداوت ان کے دلوں میں اسقدر جاگزیں ہوچکی تھی کہ باوجود آپکی اس پیشگوئی کے ایسی صفائی کیساتھ پورا ہونے کے آپ کی صداقت کا اعتراف کرنا ان کیلئے دوبھر تھا۔ اسلئے طرح طرح کے حیلے حوالے تراشنے شروع کئے کسی نے تو کہدیا کہ

"یہ قدرت کے کرشمے ہیں۔ کہ اکثر ان ہونی باتوں کو انسان کہدیتا ہے۔ اور اتفاقیہ انہیں کے ٹھیک ٹھیک ہو جاتا ہے" حالانکہ اس پیشگوئی کے متعلق یہ کہنا کہ اتفاقیہ طور پر پوری ہوگئی ہے صد درجہ کی نادانی اور جہالت ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے یہ بات کوئی اتفاقیہ نہ کہی تھی۔ بلکہ صاف طور پر فرمایا تھا۔ کہ

"وحی حق کی بات ہے ہو کر رہیگی بے خطا"

پس اس کو اتفاقیہ کہنا اپنی جہالت اور نادانی کا ثبوت دینا نہیں تو اور کیا ہے۔

پھر کسی نے کہا کہ

"یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائینگے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
یہ شعر اور اسکے آگے پیچھے کے شعر صاف بتلا رہے ہیں۔ کہ وہ وقت جس میں زار کیحالت کا یہ نقشہ دکھایا گیا ہے۔ وہ زلزلہ (بھونچال) کا ہوگا۔ جو ابھی تک نہیں آیا۔ اور زار اپنی زاریت کے عہدہ سے ہمیشہ کیلئے برطرف ہوگیا"

ان الفاظ سے جو سلسلہ احمدیہ کے ایک بڑے مخالف اور معاند مولوی ثناء اللہ صاحب کے قلم سے نکلے ہوئے ہیں۔ صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے۔ کہ وہ زار کی حالت زار ہونیکے متعلق حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے پورا ہونے میں سوائے اس کے اور کوئی عذر نہیں رکھتے۔ کہ ان اشعار میں زلزلہ آنیکا ذکر ہے۔ جو ابھی تک نہیں آیا۔ گویا اگر زلزلہ آگیا ہوتا۔ اور اس کے بعد زار کی وہ حالت ہوتی۔ جو اب ہوئی ہے۔ تو انہیں اس پیشگوئی کے پورا ہونیمیں کسی قسم کا کوئی اعتراض نہ ہوتا۔

یہ عذر جسقدر بیہودہ اور نامعقول ہے۔ اسکا اندازہ ہر ایک عقلمند انسان لگا سکتا ہے۔ کیونکہ اول تو خود حضرت مسیح موعود نے اس پیشگوئی کے متعلق تحریر فرمایا ہوا ہے۔ کہ

"میں ابھی تک اس زلزلہ کے لفظ کو قطعی یقین کیساتھ ظاہر پر جما نہیں سکتا۔ ممکن ہے کہ یہ معمولی زلزلہ نہ ہو۔ بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھلاوے۔ جسکی نظیر اس زمانہ نے نہ دیکھی ہو۔ اور جانوروں اور عمارتوں پر سخت تباہی آوے۔"

دوسرے زلزلہ بمعنے جنگ کئی جگہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ اور عام طور پر ہر زبان میں جنگ کو زلزلہ ہی کہا جاتا ہے۔ پھر موجودہ جنگ کو زلزلہ نہ سمجھنا اور بھونچال کا مطالبہ کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ کیا جنگ اور خاصکر آجکل کی جنگ اپنے اثرات کے لحاظ سے ہوبہو زلزلہ نہیں ہے۔ کیا اس سے زمین شق عمارتیں تباہ اور جاندار ہلاک نہیں ہوتے۔ اگر ہوتے ہیں۔ اور ضرور ہوتے ہیں۔ جیسے شک ہو میدان جنگ میں جاکر دیکھ لے یا جنگ کی خبروں کو پڑھ لے۔ تو یہ زلزلہ نہیں تو اور کیا ہے۔ زلزلہ کے سر کوئی سینگ نہیں ہوتے۔ اس سے جان و مال مکان و اسباب پر تباہی آتی ہے۔ جنگ سے بھی ایسا ہی ہو رہا ہے۔ اس سے زمین کے پرخچے اڑ جاتے ہیں۔ جنگ سے بھی اڑ رہے ہیں۔ اس سے ایک قطعہ زمین جنبش میں آجاتا ہے۔ جنگ سے بھی یہی ہو رہا ہے پھر زلزلہ اور جنگ میں فرق ہی کیا رہا۔ کچھ بھی نہیں لیکن شاید مولوی ثناء اللہ صاحب اور انہیں جتنی عقل رکھنے والے دیگر اصحاب زلزلہ کیساتھ دوسری مشابہتوں کو تو مان لیں لیکن جنگ کی وجہ سے زمین کے جنبش میں آنے کا انکار کردیں۔ اور کہدیں کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جنگ اور زلزلہ میں فرق ہے۔ اس کیلئے ہم میدان جنگ سے آئی ہوئی ایک تازہ خبر درج کردینا کافی سمجھتے ہیں جو یہ ہے۔

"لنڈن ۱۰۔ اپریل۔ رائٹر کا نامہ نگار آج برطانی ہیڈ کوارٹر سے رقمطراز ہے۔ کہ کل صبح جو لڑائی لاباسی اور فلوربیز کے مابین شروع ہوئی تھی وہ نہایت شدت کیساتھ جاری ہے۔ توپخانہ کی معرکہ آرائی جنوب جانب ایرس کیطرف وسعت پذیر ہے۔ اور جرمن آرمنٹیرز اور سینز کے مابین بھی حملہ آور ہو رہے ہیں۔ **گولہ باری اسقدر شدید ہے۔ کہ زمین کانپ رہی ہے۔ اور زلزلہ کا ایک غیر منقطع سا سلسلہ محسوس ہو رہا ہے۔** غنیم نے توپخانہ کے خوفناک اجتماع سے کام لیا۔ اور پیدل سپاہ کے دل بادل سے حملہ آور ہو رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جرمن یہاں پھر برطانی صفوں کو توڑ کر نکل جانے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔"

اگرچہ انھوں نے آرمنٹیرز اور جنقوں کے مابین ہماری لائین کو کسی قدر پیچھے ہٹا دیا۔ مگر ہمارے سپاہی نہایت بہادری سے لڑے۔ اور اپنی شجاعت کے جوہر دکھلا کر پسپائی کا ایک ایک قدم نہایت ترتیب اور قاعدہ کیساتھ اٹھا رہے ہیں۔ اور اسے غنیم کیلئے نہایت نقصان رساں ثابت کر رہے ہیں۔"

اس خبر کے جن الفاظ کو جلی کر دیا گیا ہے۔ ان سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ موجودہ جنگ اپنے اثرات کے لحاظ سے دنیا پر ہو بہو وہی نقشہ کھینچ رہی ہے۔ جو کسی بڑے سے بڑے بھونچال سے کھینچا جا سکتا ہے۔ اس لئے اس پر زلزلہ کا لفظ خواہ اس کے وہی معنی لیئے جائیں۔ جو مولوی ثناء اللہ صاحب لیتے ہیں۔ یعنی بھونچال تو بھی نہایت صفائی اور عمدگی کیساتھ بولا جا سکتا ہے۔ جس سے مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے ہمنواؤں کا یہ عذر بالکل باطل اور ہیچ ثابت ہو گیا۔ کہ مرزا صاحب نے زلزلہ کی پیشگوئی کی ہے نہ کہ جنگ کی۔ ایسے اصحاب ذرا غور و فکر سے کام لیکر اور خدا تعالےٰ کے خوف کو دل میں جگہ دیکر دیکھیں۔ کہ یہ جنگ ایک ایسا زبردست زلزلہ نہیں ہے۔ جسکی نظیر کسی زمانہ میں پائی نہیں جاتی۔ تو اور کیا ہے۔ کونسی ایسی بات ہے جو بھونچال کے ذریعہ وقوع میں آتی ہے۔ اور اس جنگ سے ظاہر نہیں ہو رہی۔ اور کونسی کمی ہے۔ جو اس جنگ کو زلزلہ ثابت کرنیمیں رہ گئی ہے۔ ذرا اخبار "ستارہ صبح" مورخہ ۱۴ اپریل صفحہ ۲ کالم اول کو ہی پڑھ لیجیئے۔ جہاں مذکورہ بالا خبر کے متعلق ایڈیٹر صاحب ستارہ صبح تحریر فرماتے ہیں کہ

"اسوقت مغربی محاذ پر جس شدت و قوت سے جنگ ہو رہی ہے۔ اسکا اندازہ اس ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے جسکی تشریح رائٹر نے ۱۰ اپریل کے ایک پیغام میں بدیں الفاظ کی ہے کہ جب جنگ میں فریقین کا توپخانہ گولہ باری کرتا ہے۔ تو زمین بید کیطرح تھر تھر کانپنے لگتی ہے۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا **زلزلہ کا ایک غیر منقطع سلسلہ** جاری ہے۔ اسوقت اس سرزمین پر جو ذی روح ہستیاں موجود ہوتی ہیں۔ انہیں اپنی زندگی کی بہت کم توقع ہو سکتی ہے۔"

کیا اب بھی کوئی عقلمند موجودہ جنگ کو ایک زبردست زلزلہ قرار دینے میں پس و پیش کریگا۔ اگر نہیں۔ اور ہرگز نہیں تو اس سے بڑھکر ہٹ دھرمی اور کیا ہوگی۔ کہ حضرت مسیح موعود کی اس پیشگوئی کے پورا ہونیکا اعتراف کرنیمیں پس و پیش کیا جائے۔ اور آپ کی صداقت کا اقرار نہ کیا جائے۔

ہم انصاف پسند اور حق جو اصحاب کو بڑے ادب کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی اس پیشگوئی کے اشعار کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ اگر وہ موجودہ جنگ کے واقعات کیساتھ ان اشعار کے الفاظ کو مقابلہ کرکے دیکھیں گے۔ تو انکو حضرت مرزا صاحب کے مامور اور منجانب اللہ ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں رہجائیگا۔ کیونکہ آپ نے یہ شعر خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت اسوقت فرمائے جبکہ کسی بڑے سے بڑے سیاست دان اور مدبر کے وہم و گمان میں بھی موجودہ جنگ کا امکان نہ تھا۔

مذکورہ بالا اشعار یہ ہیں۔

اک نشاں ہے آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائینگے دیہات و شہر اور مرغزار
آئیگا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب
اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
**یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائینگے**
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمین ہو جائیگی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آب رودبار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمن
صبح کردیگی انہیں مثل درختان چنار
ہوش اڑ جائینگے انساں کے پرندوں کے حواس
بھولینگے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی
راہ کو بھولینگے ہو کر مست و بیخود راہوار
خون سے مردوں کے کوہستان کے آب رواں
سرخ ہو جائینگے جیسے ہو شراب انجبار
مضمحل ہو جائینگے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار
اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشان
آسماں حملے کریگا کھینچ کر اپنی کٹار
ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہ ناشناس
اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دار و مدار
وحی حق کی بات ہے ہو کر رہیگی بے خطا
کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور بردبار

یہ اشعار صاف اور واضح طور پر بتلا رہے ہیں کہ انیں رونما ہونیوالے واقعات کی جو خبر دیگئی ہے وہ کوئی خیالی یا شاعرانہ طریق سے نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کی وحی اور الہام کے ماتحت پیشگوئی کے طور پر ہے۔ اور وہ پیشگوئی کوئی معمولی نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود اسکے متعلق فرماتے ہیں ؎

اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دار و مدار

گویا اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر ہی آپ کی صداقت اور سچائی کا دار و مدار ہے۔ اسقدر اہمیت اور عظمت اس پیشگوئی کو کیوں دیگئی۔ اور کیوں اس پر آپ کی سچائی کا سبھی دار و مدار رکھا گیا۔ اس لئے کہ اس پیشگوئی نے ایسے واضح اور کھلے طور پر پورا ہونا تھا کہ کسی کو اس سے انکار کرنیکی گنجائیش باقی نہ رہتی تھی۔ اور نہ ہی کوئی حق پسند اور صداقت جو انسان اس کے صحیح اور درست ہونے میں شک لا سکتا تھا۔ چنانچہ اب جبکہ اس کے پورا ہونے کا وقت آگیا۔ تو دنیا نے دیکھ لیا کہ کس طرح حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔ ناظرین ان اشعار کے ایک ایک لفظ کو پڑھیں اور دیکھیں کہ واقعات کس صفائی سے ان کی تصدیق کر رہے ہیں امید ہے کہ اب جبکہ موجودہ جنگ کو میدان جنگ کی خبریں زلزلہ قرار دے رہی ہیں۔ تو حق پسند اصحاب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے صحیح ماننے میں کوئی عذر نہ ہوگا ؕ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

# دوسری شادی کرنیمیں روکاوٹ ڈالنا گناہ ہے

## (ایک نوعمر احمدی خاتون کے خیالات)

اخبار تہذیب النسوان میں ایک خاتون نے زنانہ کانفرنس کے اس رزولیوشن کی تائید میں ایک مضمون لکھا ہے۔ جو مردوں کی دوسری شادی کرنیمیں روک پیدا کرنے کے متعلق پاس کیا گیا ہے۔ اور اپنی طرف سے مردوں کی دوسری شادی کے روکنے کیلئے کچھ اور باتیں بھی بتائی ہیں۔ اور اخیر پر لکھا ہے۔ کہ کسی ایسے مرد سے لڑکی کی شادی کرنیکی بجائے جسکی پہلی بیوی موجود ہو۔ لڑکی کو ساری عمر بغیر شادی کے بٹھا رکھنا اچھا ہے۔

اگر اس مضمون سے عورتوں کو کسی قسم کا فائدہ پہنچ سکتا۔ تو میں اسکو پڑھ کر بہت خوش ہوتی۔ لیکن افسوس کہ اس سے نہ صرف عورتوں کو کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا بلکہ ایسی باتیں کرنے اور ایسے خیالات رکھنے والی بہنیں خدا کی گناہ گار۔ اور رسول کریم کی بے ادب اور اپنے مردوں کی دشمن بنتی ہیں۔ اس لئے باوجود اس بات کے جاننے کے کہ میں کسی قابل نہیں ہوں۔ اپنی ان بہنوں کے فائدہ کے لئے کچھ لکھنا چاہتی ہوں۔ امید ہے کہ اس پر غور کیا جائیگا۔

میری بہنوں کو دوسری شادی کرنیسے مردوں کو روکنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیئے۔ کہ اسلام کا اس کے متعلق کیا حکم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا عمل ہے۔ اگر تو اسلام اس بات کو جائز نہیں رکھتا کہ کوئی ایسا مرد جسکی پہلی بیوی موجود ہو۔ دوسری شادی کرے اور رسول کریمؐ نے ایک بیوی کی زندگی میں اور نکاح نہیں کیے۔ تب تو ضروری ہے۔ کہ مردوں کو ایک بیوی رکھکر دوسری کے کرنے سے جسطرح بھی ہو سکے روکا جائے۔ اور ایسے مردوں کے لئے جتنی بھی روکاوٹیں ہو سکیں پیدا کیجائیں۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اسلام بڑے زور کے ساتھ مردوں کو دو۔ دو۔ تین۔ تین اور چار۔ چار عورتیں کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور رسول کریم نے کئی عورتوں کو ایک وقت میں اپنے نکاح میں رکھا ہے۔ تو پھر مردوں کو دوسری شادی کرنے سے روکنا یا کسی مرد کو صرف اس لئے لڑکی نہ دینا کہ اسکی پہلی بیوی موجود ہے۔ اسلام کے بالکل مخالف اور رسول کریم کے عمل کے صاف خلاف کر کے گناہ گار بننا نہیں تو اور کیا ہے۔

اس کے متعلق اب میں بتانا چاہتی ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ کا کیا حکم ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ (سورہ نسا رکوع اوّل) کہ اے مردو نکاح کرو تم جو تم کو عورتوں میں سے پسند ہوں۔ دوؔ۔ دوؔ۔ تینؔ۔ تینؔ اور چارؔ۔ چارؔ کے ساتھ۔

اس حکم سے پتہ لگتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے مردوں کو دو۔ دو۔ تین۔ تین۔ چار۔ چار بیویاں کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ تو ہوا خدا تعالیٰ کا حکم اب رسول اللہ کا عمل بتاتی ہوں۔ آپ نے گیارہ عورتوں سے نکاح کیا۔ جن کے نام یہ ہیں:۔

(۱) خدیجہؓ
(۲) سودہؓ
(۳) عائشہؓ
(۴) حفصہؓ
(۵) رملہ معروف ام حبیبہؓ
(۶) ام سلمہؓ
(۷) زینبؓ
(۸) زینبؓ
(۹) میمونہؓ
(۱۰) جویریہؓ
(۱۱) صفیہؓ

ان میں سے نوؔ بیویاں ایک وقت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں رہیں۔ پس جب خدا تعالیٰ حکم دیتا ہے۔ اور پھر رسول کریم نے دو نہیں تین نہیں چار نہیں بلکہ گیارہ بیویاں کیں۔ تو پھر کیسی نادانی کی بات ہے کہ مردوں کو دوسری شادی کرنیسے روکنے کی کوشش کر کے خدا اور رسولؐ کے حکموں کو توڑا جائے۔

اس میں شک نہیں کہ اکثر مردوں نے اس زمانہ میں جسطرح خدا تعالےٰ اور رسول کریمؐ کے اور حکموں کو توڑا ہے۔ اسیطرح دوسری شادی کر کے عام طور پر پہلی بیوی سے نااتفاقی اور ظلم کرتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے زنانہ کانفرنس میں عورتوں نے دوسری شادی کے خلاف رزولیوشن پاس کیا ہے۔ لیکن جسطرح دوسری شادی کر کے پہلی بیوی پر ظلم کرنیوالے مرد خدا تعالیٰ کے گنہگار ہیں۔ اسی طرح یہ عورتیں بھی خدا کی نافرمان ہیں۔ کیونکہ انہوں نے خدا کے صاف حکم کے خلاف کیا ہے۔ اس کی بجائے اگر وہ کوئی اس قسم کی کوشش کرتیں کہ مرد دوسری شادی کرتے وقت خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرتے جس میں عورتوں کے ساتھ عدل اور انصاف کا حکم دیا گیا ہے۔ تو ان کو فائدہ بھی ہوتا۔ اور خدا کی گنہگار بھی نہ بنتیں۔ لیکن افسوس انہوں نے ایسا نہ کیا اور ایک غلط راہ اختیار کی۔ اگر وہ اپنے مردوں کو آج دیندار اور خدا اور رسولؐ کے حکموں پر چلنے والے بنا لیں تو پھر خواہ وہ چار چار عورتیں بھی کر لیں تو ان کو کوئی شکایت نہ پیدا ہو۔ مگر مشکل یہ ہے۔ کہ دین کا خیال نہ تو عورتوں کو ہے۔ اور نہ مردوں کو۔ اس لئے وہ خدا اور رسولؐ کے حکموں کے خلاف نہ کریں تو اور کیا کریں۔ مگر خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ دین اسلام کے حکموں پر چلنے والی ایک جماعت موجود ہے۔ جس کے کئی ایک آدمیوں نے دو۔ دو بیویاں کی ہوئی ہیں۔ جن کیساتھ وہ ایسا اچھا سلوک کرتے ہیں۔ کہ کسی کو کوئی شکایت نہیں ہوتی دونوں آپسمیں بڑے پیار اور محبت سے رہتی ہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ مرد اگر دیندار ہو تو دو عورتوں کو بڑے آرام سے رکھ سکتا ہے۔ پس اگر عورتیں کچھ کرنا چاہتی ہیں۔ تو خود دیندار بنیں اور اپنے مردوں کو دیندار بنانے کی کوشش کریں پھر ان کو دوسری شادی کرنے سے مردوںکو روکنے کی کوئی ضرورت نہیں رہیگی۔ بلکہ خوشی کیساتھ انکو دوسری شادی کرنیمیں مدد دیں گی +

خاکسار ہاجرہ از قادیان

# مباحثہ بدوملہی میں غیر مبائعین کی کامیابی کی حقیقت

مباحثہ بدوملہی کے متعلق غیر مبائعین نے جس قدر دروغ بیانی اور دہوکہ دہی سے کام لیا ہے - اسکی اصل حقیقت تو انشاء اللہ عنقریب مفصل طور پر شائع کیجائیگی - فی الحال جو مجمل اطلاع ہمیں موصول ہوچکی ہے اسی کو درج کرتے ہیں - اس سے بھی پیام صلح کی فریبکاری کا پردہ اچھی طرح فاش ہوجاتا ہے -

اطلاع حسب ذیل ہے -

"سنا گیا ہے - کہ اخبار پیغام میں مباحثہ کیوجہ سے ۱۲۷ آدمیوں نے مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی ہے - اور آٹھ مبائعین نے فسخ بیعت کی ہے - میں نے پیغام کی بہت تلاش کی - مگر نہیں ملا اگر ملجاتا تو میں نام بنام دریافت کرکے حالات درج کرتا - تاہم میں نے چند کس سے دریافت کیا - کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر کی ہے - جواب میں صاف انکار پایا - انہوں نے کہا - کہ ہم نے کوئی کسی قسم کی بیعت نہیں کی پھر سوال کیا گیا - کہ حضرت مرزا صاحب کو آپ لوگوں نے کس حیثیت سے تسلیم کیا - اور کس بات پر نام لکھوائے جواب ملا کہ ہمیں کوئی علم نہیں ہے - کہ انہوں نے کاغذ پر کیا لکھا ہوا تھا - ہم مرزا صاحب کو ایک بزرگ امام اور ولی اللہ سمجھتے ہیں - مسیح موعود مہدی معہود جس کا حدیثوں میں ذکر ہے - وہ نہیں مانتے - اور نبی کسی قسم کا بھی نہیں مانتے - نہ ظلی اور نہ کوئی اور - ہاں ایسا مہدی جس کو صرف ایک ہدایت کرنے والا سمجھا جائے - مانتے ہیں - آنیوالا مہدی نہیں مانتے - نہ مسیح موعود مانتے ہیں - پھر سوال کیا گیا - کہ کیا آپ احمدی ہوگئے ہیں - جواب ملا کہ ہم آگے بھی احمدی ہی تھے - کیونکہ نبی کریم کو احمد مانتے ہیں - مرزا صاحب کو بزرگ ماننے کیوجہ سے ہم احمدی نہیں ہیں"

یہ ہے حقیقت ان لوگوں کے احمدی ہونے کی جن کے متعلق پیام نے آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے - مذکورہ بالا خط میں ہی یہ بھی لکھا ہے - کہ

بدوملہی کے بہت ہی تھوڑے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے - جس پر خاص تسلط چودہری سرفراز خانصاحب کا ہے - اور وہیں جناب میر عابد علیشاہ صاحب رہتے ہیں - وہاں کے لوگوں کو انہوں نے بلاکر کہا - کہ اپنے نام لکھواؤ - انہوں نے کہا لکھ لو - یہ بھی سنا گیا ہے کہ چودہری سرفراز خانصاحب نے ساتھ ہوکر گھر بہ گھر عورتوں کے نام لکھوائے - جن لوگوں کے نام لکھے گئے ہیں - انہیں ایک امام مسجد بھی ہے - جنکا نام غلام حیدر ہے - ایک جمعہ میں انہوں نے مدثر شاہ صاحب کو کہا - کہ اگر تم ہم لوگوں کو مسلمان قرار دیتے ہو - تو کیا وجہ ہے - کہ ہمارے پیچھے نماز ادا نہیں کرتے - ہم لوگ بھی آپ کے پیچھے تب نماز ادا کرینگے - مدثر شاہ صاحب نے قبول کیا - چنانچہ جمعہ مدثر شاہ صاحب نے پڑہایا - اور عصر کی نماز مدثر شاہ صاحب نے امام مسجد کے پیچھے ادا کی"

ان حالات میں معلوم نہیں پیام صلح بدوملہی میں اپنے کامیاب ہونیکے کیوں راگ گا رہا ہے - اور کیوں روز روشن میں لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی کوشش کر رہا ہے - پیام کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جھوٹ کبھی چھپ نہیں سکتا - اور فریب کاری پر کبھی پردہ نہیں پڑ سکتا - پھر وہ کیوں اسقدر بغلیں بجا رہا ہے - کیا مندرجہ بالا اطلاع اسکی تمام کامیابی پر پانی پھیر دینے کیلئے کافی نہیں ہے - اور ابھی تو یہ مجمل ہے - ذرا مفصل کا انتظار کیجئے - اس وقت اور زیادہ وضاحت کے ساتھ آپ لوگوں کی دہوکہ دہی ظاہر ہوجائیگی - اور ثابت ہوجائیگا - کہ آپ لوگ جس چیز کا نام کامیابی رکھتے ہیں - وہ دراصل انتہا درجہ کی ناکامی اور نامرادی ہے - کاش آپ لوگوں کا صداقت اور راست بازی سے کچھ بھی واسطہ ہوتا - تا کذب بیانی اور دہوکہ دہی ایسے ناپاک افعال کے مرتکب نہ ہوتے -

چونکہ ہمیں پیام صلح کی دروغ بیانی کا مدت سے تجربہ ہے - اور ہم اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ پیام صلح میں جھوٹ اور کذب کے شائع کرنے سے ذرا دریغ نہیں کیا جاتا - اس لیئے ہم نے مباحثہ بدوملہی کے متعلق چودہری سرفراز خانصاحب و میر عابد علیشاہ صاحب کی مندرجہ ذیل الفاظ میں حلفی شہادت پیش کرنے کا مطالبہ کیا تھا - کہ

"ان ایک سو ستائیس (۱۲۷) آدمیوں نے جن کے متعلق پیام صلح نے ۱۳ - اپریل کے پرچہ میں لکھا ہے - کہ مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر برضا و رغبت خود بیعت کی ہے - درحقیقت وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو وہ مسیح موعود مہدی معہود یقین کرتے ہیں - جس کا وعدہ قرآن و حدیث میں دیا گیا ہے - اب ان کے سوا کوئی مسیح آسمان سے بجسدہ العنصری آنیوالا نہیں - کیونکہ مسیح ابن مریم فوت ہوچکا ہے - اور بیعت کے بعد غیر احمدیوں کی اقتدا میں نماز پڑہنا چھوڑ دیا ہے - اور یہ اعتقاد انکا اس مباحثہ بدوملہی کے سننے کیوجہ سے ہے"

اس کے متعلق پیام صلح لکھتا ہے -

"معلوم نہیں ان حلفیہ شہادتوں کو کسی کے احمدی ہونے یا نہ ہونے سے کیا تعلق ہے"

یہ کیا ہی معقول اور زبردست جواب ہے -

ہم تو صاف طور پر اور علی الاعلان کہہ رہے ہیں - کہ بدوملہی کے متعلق پیام صلح نے جو کچھ لکھا ہے - وہ محض جھوٹ اور فریب ہے - اور اگر ایسا نہیں تو حلفیہ شہادت پیش کرو - لیکن کہا جاتا ہے - کہ حلفیہ شہادت کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے - کیوں تعلق ہونے لگا جبکہ اس میں صداقت کا نام و نشان ہی نہیں ہے - ورنہ کیا وجہ ہے - کہ شہادت نہیں پیش کیجاتی -

علاوہ ازیں جن امور کے متعلق ہم نے حلفیہ شہادت کا مطالبہ کیا ہے - انمیں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان لوگوں نے بیعت کے بعد غیر احمدیوں کی اقتدا میں نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے - اس کے متعلق پیام صلح

لکھتا ہے۔ کہ

"رہا دوسروں کے پیچھے نمازوں کا پڑھنا سو اوّل تو وہ لوگ جب احمدیہ جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ تو دوسروں کے پیچھے نمازیں پڑھنے کیوں جانے لگے۔ مگر **تاہم حضرت مسیح موعود نے اس کو احمدیت میں داخل ہونے کی لئے شرط نہیں ٹھرایا۔**"

اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ وہ لوگ جن کے مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنیکا اعلان کیا گیا ہے۔ چونکہ ان لوگوں کے پیچھے جنہوں نے پیغام کی شائع کردہ فہرست میں نام نہیں لکھائے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اس لئے پیام صلح نے سرے سے اسی بات کا فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ احمدی ہونے کے لئے غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا شرط نہیں۔ اور دیدہ دلیری سے اس بات کو حضرت مسیح موعود کیطرف منسوب کیا ہے۔ حالانکہ آپ نے خدا تعالےٰ کی وحی کے ماتحت فرمایا ہوا ہے۔ کہ

"خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام اور **قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر یا مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔**"

اب ناظرین کرام خود فیصلہ کر لیں کہ حضرت مسیح موعود نے نہیں بلکہ خدا تعالےٰ نے احمدی ہونے کیلئے غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا شرط قرار دیا ہے یا نہیں۔ اگر دیا ہے اور ضرور دیا ہے۔ جیساکہ مندرجہ بالا عبارت سے ثابت ہے۔ تو پھر ان لوگوں کی احمدیت معلوم۔ جو اس شرط کے پابند ہی نہیں۔ یا جو اس کو احمدی ہونے کیلئے شرط ہی نہیں قرار دیتے۔ حضرت مسیح موعود نے "مکفر" "مکذب" "متردد"۔ تین الفاظ رکھکر نماز پڑھنے کے متعلق ایسی حد بندی کر دی ہے۔ کہ کوئی بھی ایسا شخص جو آپ کے تمام دعاوی کو قبول کر کے آپ کی بیعت میں داخل نہیں ہوتا۔ اس میں نہیں آسکتا۔ کیونکہ نہ ماننے والوں میں سب سے آخری درجہ "متردد" کا ہے۔ اور ایک ایسا انسان جو آپ کو راستباز اور خدا تعالےٰ کا برگزیدہ یقین کرتا ہے۔ وہ آپ کے قبول کرنے میں "متردد" نہیں ہو سکتا ہے۔

اس سے صاف ثابت ہو گیا ہے۔ کہ وہ شخص جو کسی ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھے۔ جو حضرت مرزا صاحب کی بیعت میں داخل نہ ہو۔ وہ ہرگز احمدی نہیں ہو سکتا پس اگر بد قسمتی میں کوئی ایسے لوگ ہیں بھی جنہوں نے* مولوی محمد علی صاحب کی بیعت کی ہے۔ مگر نماز غیر احمدیوں کے پیچھے پڑھتے ہیں۔ تو وہ ہرگز احمدی نہیں کہلا سکتے۔

کیا ہی عبرت کا مقام ہے۔ کہ غیر مبائعین دوسروں کو احمدی بناتے بناتے خود ان کی خاطر اور دلداری کے لئے احمدیت کو ترک کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ احمدی ہونے کے لئے غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی ترک کرنا شرط نہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود بڑے زور اور خدا کے حکم کے ماتحت غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے کو قطعی حرام قرار دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو۔ کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو۔ اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں۔ اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازعہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اسمیں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں۔ عزت سے نہیں دیکھتا۔ اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ کو پڑھ کر کیا کوئی احمدی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کو حضرت مسیح موعود نے احمدیت میں داخل ہونے کے لئے شرط نہیں ٹھرایا۔ ہرگز نہیں۔ لیکن پیام صلح ایسے لوگوں کو احمدی قرار دینے کیلئے جن کی حقیقت اوپر ظاہر کی جا چکی ہے۔ کھلے طور پر یہی الفاظ لکھ رہا ہے۔ اس سے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ یہ لوگ خود کیسے احمدی رہ گئے ہیں۔ پھر جن کے احمدی ہونے کا یہ اعلان کرتے ہیں وہ کیسے احمدی ہونگے۔

ہم نے ان ۲۷۰ آدمیوں کے متعلق بھی مطالبہ کیا تھا کہ جب ان کے نام لکھوانے کو مباحثہ کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے۔ تو چودھری سرفراز خانصاحب اور میر عابد علیشاہ صاحب حلفیہ بتائیں کہ یہ سارے کے سارے مباحثہ میں شامل ہوتے رہے ہیں۔ اس کے متعلق پیام صلح اپنی طرف سے لکھتا ہے کہ "اس ایک سو ستائیس ناموں کی فہرست میں جسقدر مردوں کے نام ہیں۔ وہ سب کے سب مباحثہ میں شامل تھے"۔

ہم نے حلفیہ شہادت تو ان اصحاب کی طلب کی تھی۔ جو جلسہ میں موجود تھے۔ لیکن پیام صلح ان کی شہادت پیش کرنے کی بجائے گھر بیٹھے لکھ رہا ہے۔ کہ سب کے سب جلسہ میں موجود تھے۔ ہم نے پیام صلح سے نہیں پوچھا تھا کیونکہ اس کی راستبازی ہم پر خوب روشن ہے۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ وہ ہمارے مطالبہ کو پورا کرنے کی بجائے اپنی دروغ بیانی سے کام نکالنا چاہتے ہیں۔ ہم پھر مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ حلفیہ شہادت پیش کریں۔ ورنہ جھوٹ پر جھوٹ بولنے سے شرمائیں

## تبلیغ احمدیت کیلئے ایک نیا رسالہ